مسلمانوں کا پایہ تخت ہونا مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کا ثمرہ تھا اور ان ممالک اسلامیہ کی بربادی ان کے تفرق کا نتیجہ ہے سرزمین اندلس ہیں ، جہاں مسلمانوں نے آٹھ سو سال تک اپنی حکومت کو شان و شوکت کے ساتھ قائم رکھا تھا اس کے زوال کے بعد ایک جگہ بھی ایسی باقی نہ رہی جو ان کو اپنی پناہ میں لے پس ہمارے اختلاف کا بدلہ ہم کو دنیا ہی میں مل گیا۔

مسلمانو ذرا سوچو تو کہ آج ہم ہی کیوں تختۂ مشق بنے ہوئے ہیں دنیا کی ذلتیں اور رسوائیاں ہمارے ہی لئے کیوں لازم کردی گئی ہیں۔ آہ! جس سرزمین میں ہم حاکم تھے وہیں کے ہم محکوم بنا دیئے گئے۔ جس جگہ ہماری شان و شوکت کے آثار نمایاں تھے آج انھیں در و دیوار پر ہماری غلامی کی دستاویز آویزاں ہے۔ اللہ رب العزت ہماری اصلاح فرمائے اور ہماری عظمتوں کو پھر لوٹا دے۔ آمین۔

سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس کی عدل پروری و رحمدلی کا ایک تاریخی واقعہ

(از مولوی عبید الرحمٰن صاحب طالب مبارکپوری متعلم مدرسہ رحمانیہ دہلی)

ذیل میں ادارہ "الہلال مصر" کی شائع کردہ کتاب "خفایا المقصور" سے ایک تاریخی واقعہ ناظرین محدث کی دلچسپی کے لئے نقل کیا جاتا ہے جس میں اسلامی فرمانروا سلطان صلاح الدین ایوبی فاتح بیت المقدس کی عدل پروری دشمنوں اور قیدیوں کے ساتھ مشفقانہ سلوک و کرم نوازی کی صحیح تصویر کھینچی گئی ہے۔ (مترجم)

"روجیہ بیکون" نے اپنے خادم سباہی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا) کیا جو کچھ تم نے بیان کیا وہ صحیح اور درست ہے؟

"خادم" (نے جھکتے ہوئے جواب دیا) میرے آقا بالکل سچ اور صحیح کہہ رہا ہوں۔

"روجیہ" (نے کچھ دیر خاموش رہ کر اور سوچ کر دوبارہ پوچھا) کیا تمہارا اس دوشیزہ سے تعارف ہے؟

"خادم سباہی" (نے جواب دیتے ہوئے کہا) جی ہاں وہ مجھے اچھی طرح جانتی ہے چنانچہ وہ مجھ سے ان خوشگوار ایام کا بھی تذکرہ کر رہی تھی جن میں اسکاٹ لینڈ میں میں آپکی اور اس کی خدمت پر مامور تھا

"روجیہ بیکون" (نے پوچھا) پھر اس نے تم سے کیا کہا؟ وہ آجکل کس حالت میں ہے؟

"خادم" (نے جواب دیتے ہوئے کہا) اس نے اپنا سارا واقعہ نیز اب تک قید خانہ میں اُسے جن جن تکالیف کا سامنا کرنا پڑا ہے مجھ سے دردناک صورت میں بیان کیا۔

"روجیہ" (نے کہا) وہ میری بہن مریم ہے میرا اخلاقی فرض ہے کہ اس کے رہا کرانے میں ہر ممکن تدبیر عمل میں لاؤں اور اس راہ میں ہر طرح کی قربانیوں سے دریغ نہ کروں۔ مجھے یہ کبھی بھی گوارا نہیں کہ وہ قید و بند کی ذلت آمیز مصائب میں مبتلا رہے اور میں چین و اطمینان کی زندگی سے لذت اندوز ہوں اسلئے میں اسے ضرور بالضرور قید سے رہا کراؤں گا۔ میری خواہش

میں اس معاملہ میں اپنے فوجی افسر ریکاردوس سے بھی مشورہ کرلوں۔

روجیہ بیکون کو اپنی بہن کے قید ہونے کا دردناک واقعہ معلوم کرکے سخت پریشانی وگھبراہٹ پیدا ہوگئی جس سے وہ بدحواس ہوکر میدان کارزار میں زخمی بہادر کی طرح مضطربانہ انداز میں ادھراُدھر ٹہلنے لگا۔ کیونکہ روجیہ بیکون کو مریم سے غایت درجہ محبت وانسیت تھی وہ کسی وقت بھی اس کی جدائی کو برداشت نہیں کرسکتا تھا اسلئے جب صلیبی جنگ کے لئے ریکاردوس (انگریزی فوج کا افسر) کی فوج بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئی تو اس کی بہن نے بھی ہمراہ چلنے کی خواہش ظاہر کی۔ غایت محبت کی وجہ سے وہ اپنی بہن کی اس آرزو کو ٹھکرا نہ سکا اور ساتھ لیجانے پر تیار ہوگیا چنانچہ دونوں ساتھ ساتھ مشرقی ساحل کی طرف نکل گئے۔

تیسری صلیبی اور اسلامی جنگ ۵۸۵ھ مطابق ۱۱۸۹ء

طبریہ کی لڑائی میں جب صلیبی سپاہ کو سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس نے شکست فاش دیکر بیت المقدس کو اپنے قبضے میں کرلیا اور مصر وشام پر پھر اسلامی پرچم لہرانے لگا تو اسلامی سپاہ کی اس نمایاں فتح سے یورپین سلطنتوں میں جوش انتقام کی ایک آگ بھڑک اٹھی چنانچہ ایشیا پر انھوں نے دوبارہ حملے کی تیاریاں شروع کردیں۔

تمام یورپین مغربی ممالک میں اس کی منادی کرادی گئی اور ہر طرح لوگوں کو اس نئی جنگ میں شرکت کیلئے ابھارا گیا پھر کیا تھا تمام یورپین اور مغربی ملکوں سے بوڑھے نوجوان جنگ میں شریک ہونے کے لئے آتے گئے اور آآکر جرمنی، فرانس، انگلینڈ کی فوجوں میں شریک ہوتے گئے۔

چنانچہ یہ جرار فوج تین افسروں دربار روس افسر سپاہ جرمنی، وفلیب اوغست افسر سپاہ فرانسیسی، ریکاردوس افسر سپاہ انگریزی) کے ماتحت ہوکر ۱۱۸۹ء میں ایشیا پر حملہ آور ہونے کے لئے چلا۔ جرمنی فوج کا افسر بربارس تو راستے ہی میں لقمۂ اجل بن گیا رہ گئی فرانسیسی اور انگریزی سپاہ تو دونوں قلعہ عکا رکے سامنے آکر ملیں اور یہیں متحد ہوکر قلعہ پر حملہ آور ہوئیں اسلامی اور صلیبی لشکر میں دو سال تک زبردست جنگ ہوئی آخر سخت ہماہمی کے بعد انگریزی فوج قلعہ پر قابض ہوگئی اس لڑائی میں انگریزی فوج کا سپاہی روجیہ بیکون زخمی ہوگیا تھا جسے اس کے لشکر کے دیگر مجروحین کے ساتھ ہسپتال پہنچا دیا گیا تھا۔ اس لڑائی سے جب اسلامی لشکر واپس ہوا تو اپنے ساتھ بہت سے قیدیوں کو بھی لیتا گیا انھیں قیدیوں میں روجیہ سپاہی کی بہن مریم بھی تھی جسے سلطان کے خاص قصر عالی میں دیگر لونڈیوں کے ساتھ رکھا گیا تھا اور بجائے مریم کے اسے ثریا کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔

اگرچہ ثریا پر سلطان کی خاص شفقت تھی اور دیگر لونڈیوں سے اس کا رتبہ بلند تھا اور ہر طرح کا آرام تھا مگر باوجود اس آسائش وآرام کے اس کی زندگی یہاں تلخ ہورہی تھی۔ اس کی مثال اس مجبور مقید چڑیے کی سی تھی جسے قفس سے باہر وسیع میدان وفضا میں اپنے ہم جنس کو آزاد پھرتے دیکھکر اپنی بے بسی پر افسوس ورنج ہورہا ہو۔ ثریا کو یہاں کتنا ہی آرام تھا مگر اسے پھر بھی میدان کارزار کی بود وباش پسند تھی۔

رہا مجبور ثریا" اپنی تلخ زندگی کے ایام کو مصیبت سے کاٹ رہی تھی بظاہر اس کی رہائی کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی کسی موقعہ پر سلطان کے پاس روجیہ کا خادم ریکاردوس فوجی افسر کے قاصد کی حیثیت سے آیا ہوا تھا یہاں آکر اس نے مریم کو مقید دیکھا موقعہ سے اس سے ملا اور قید ہونے کے تمام حالات معلوم کئے۔

اب وہ اس کے رہا کرانے کی تدابیر پر غور کر رہا تھا مگر قلعہ کی مضبوطی اور نگرانی کی شدت سے مایوس ہو کر یہ صورت اختیار کی کہ روجیہ بیکون کو اس کی اطلاع کی۔

روجیہ بیکون اس کی اطلاع پاتے ہی ریکاردوس کے پاس پہنچا اور اس کے رہا کرانے میں امداد و اعانت کی عاجزانہ درخواست کی ریکاردوس نے اسے ہر طرح تسلی دیکر مطمئن کیا کہ وہ ضرور اس کی اس مصیبت کے دور کرنے میں سعی کرے گا۔ ساتھ ہی اس نے یہ بھی کہا کہ سلطان صلاح الدین کوئی معمولی شخص نہیں ہے بلکہ وہ ایک ذکی نیک طبیعت سخی بلند ہمت انصاف پرور اور شفیق انسان ہے۔ اور گذشتہ واقعات نے تو مجھ پر یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح کر دیا ہے کہ مسلمانوں کے یہاں بھی بہت سے ایسے انسان ہیں جو بہادری شرافت و مروت اور اخلاق و عادات میں ہم سے کسی طرح پیچھے نہیں تمہیں اگر ان کی شرافت و مروت کی مثال دیکھنا ہو تو وہ واقعہ یاد کرو کہ جب ہمارے اور سیف الدین کے مابین مقام یافا میں شدید جنگ ہوئی اور اس میں میرا گھوڑا ہلاک ہوا تو یہی بہادر سلطان ہے جس نے اپنی شرافت اور مروت کی قدیم روایات کی بنا پر میرے پاس دو گھوڑے بھیجدیئے اور آئندہ جنگ جاری رکھنے کی ہمت دلائی۔ اسی طرح میں نے سلطان کے صاحبزادے کو اس کی جرأت و ہمت اور بہادری کو دیکھتے ہوئے عین جنگ میں اس کے گلے میں تلوار حمائل کی تھی۔

یہ واقعات ان کی شرافت و بہادری کا کافی ثبوت دیتے ہیں اور یہی لوگ اس قابل ہیں کہ ان سے جنگ کی جائے کہ یہی لوگ قوانین جنگ کے ماتحت جنگ کرتے ہیں۔ روجیہ! میں ابھی سلطان کے پاس مریم کو رہا کرانے کے متعلق لکھتا ہوں وہ ضرور تمہاری آرزو پوری کریگا۔

روجیہ نے ریکاردوس کی اس مہربانی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ میرے امیر! سلطان کی شرافت و مروت بلند اخلاقی سے مجھے بھی یہی امید ہے کہ وہ ضرور اپنی مخصوص نیک عادت و شفقت سے کام لیتے ہوئے میری بہن کو رہا کر دیگا۔ اس کے بعد ریکاردوس نے ذیل کا مکتوب روجیہ کے ذریعہ سلطان کے پاس بھیجا۔

سلطان!

میرا یہ خط بواسل کے بہادر جنگ آزما سپاہی کے ذریعہ آپ کی خدمت میں پہنچ رہا ہے اس کی بہن مریم جسے اب ثریا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے آپ کے یہاں مقید ہے۔ چونکہ ان دونوں بہن بھائی کی آپس کی جدائی گوارا نہیں اسلئے مجھے امید ہے کہ آپ اپنی شفقت خاص اور اپنے پیشوا حضرت عمرؓ کے قول (جو آزاد و خود مختار پیدا ہوئے ہیں انھیں کیوں مقید اور وطن سے دور رکھتے ہو) کی بنا پر اس قاصد کو اس کی بہن حوالہ کرینگے بصورت عدم واپسی اسکو بھی اس کے ساتھ مقید کر لیں کیونکہ انھیں آپس کی جدائی گوارا نہیں

روجیہ بیکون فوراً خط لیکر روانہ ہوا اور بہت جلد سلطان کی خدمت میں پہنچ کر خط پیش کیا اس کا دل یاس و ناامیدی

کشمکش میں مضطرب تھا وہ جواب کے انتظار میں بے چین تھا۔

سلطان نے خط پڑھا اور روجیہ کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرایا۔ سلطان کی مسکراہٹ سے روجیہ کی یاس و امید کی کلی کھل گئی اب اسے یقین ہوگیا کہ وہ بہت جلد یہاں سے فائز المرام ہو کر واپس ہوگا۔ سلطان نے روجیہ کی آمد پر خوشی و مسرت کا اظہار کیا اور فوراً اس کی بہن کو اس کے حوالہ کردیا۔ روجیہ نے آگے بڑھکر سلطان کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور فرط مسرت سے آنسو کے چند قطرے سلطان کی نذر کئے اس کے بعد سلطان نے روجیہ کو ذیل کا خط دیکر رخصت کیا۔

امیر!

مجھے آپ کے بھیجے ہوئے سپاہی قاصد سے ملکر بہت خوشی ہوئی آپ یہ یقین رکھیں کہ ہم اس کو بالکل روا نہیں رکھتے کہ میدان جنگ میں گرفتار شدہ جنگی سپاہیوں کے علاوہ کسی کو بلا وجہ محبوس رکھیں پس روجیہ کو اس کی بہن اس کے حوالہ کی جاتی ہے۔ اخیر میں میں بھی آپ کو یسوع مسیحؑ کا قول (حقوق اللہ و حقوق العباد کا لحاظ رکھو) یاد دلاتے ہوئے آپ سے امید رکھتا ہوں کہ جو آراضی آپ نے غصب کرلی ہیں انھیں انکے حقدار اور مالکوں کو واپس کردینگے۔ فقط

دولت و ثروت

(حبیب اللہ جوڑوی متعلم جماعت ادنیٰ مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ دہلی)

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۞ ناظرین گرامی آپ کو معلوم ہے کہ آجکل دنیا میں مالدار بھی ہیں غریب بھی ہیں بخیل بھی ہیں اللہ تعالیٰ اس فرقہ کے متعلق ارشاد فرماتا ہے جو کہ مالدار ہیں اور کنجوس ہیں چنانچہ مذکورہ بالا آیت اس فرقہ کے متعلق فیصلہ کردیتی ہے (ترجمہ) وہ لوگ جو جمع کرتے ہیں سونا اور چاندی اور نہیں خرچ کرتے اس کو اللہ کے رستے میں پس خوشخبری دے ان کو دردناک عذاب کی (یعنی) اس دن اس سونے چاندی کی تختیاں بنائی جائیں گی اور ان کی پیشانیوں اور کروٹوں اور پیٹھوں پر ان تختیوں کو گرم کرکے داغا جائیگا اور کہا جائے گا یہ وہی سونا چاندی ہے جس کو تم نے دنیا میں جمع کیا تھا پس عذاب چکھو بہ سبب اس چیز کے جو تم کرتے تھے (یعنی مال جمع کرکے خرچ نہیں کرتے تھے) انسان کو مال جمع کرکے اس کے اوپر سانپ کی طرح نہ بیٹھے رہنا چاہیے کیونکہ جب انسان بخیلی کرکے مال کو چھوڑ جاتا ہے تو وہی مال اس کے لئے قیامت کے دن وبال بنجاتا ہے حدیث شریف میں ہے کہ ایک دن آنحضور علیہ السلام کے گھر کہیں سے کچا گوشت آیا ازواج مطہرات میں سے کسی نے الماری میں رکھ دیا یا رکھوا دیا تو تھوڑی دیر بعد ایک سوالی آیا کہ مجھے کچھ کھانے کو چاہئے اسوقت گھر میں اور کچھ نہیں تھا سوائے اس گوشت کے تو اس بی بی نے کہا کہ اب اسوقت کچھ موجود نہیں ہے چنانچہ جب آنحضور گھر تشریف لائے تو اس وقت آپ کو بھوک لگی ہوئی تھی آپ نے پوچھا کہ کچھ کھانے کو ہے تو ازواج مطہرات میں سے کسی نے کہا کہ وہ گوشت لادو جو آپ کے لئے رکھا ہے چنانچہ لونڈی لینے گئی تو دیکھا کہ گوشت